حضرت شیرِ اہلِ سُنّت
فاضلِ بریلی شریف
از: ڈاکٹر محمود احمد ساقیؔ
ادراہ اہلِ سُنّت و جماعت لاہور پاکستان

حضرت شیرِ اہلِ سُنّت

فاضل بریلی شریف

از: ڈاکٹر محمود احمد ساقی

ادراہ اہلِ سُنّت و جماعت لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	حضرت شیر اہل سنت
تحریر	ڈاکٹر محمود احمد ساقی
صفحات	۳۸
مطبوعہ	رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ
ہدیہ	۱۰ روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ اہل سنت و جماعت لاہور پاکستان

سنی رضوی جامع مسجد پاک ٹاؤن نزد پل بندیاں والا کماہاں

روڈ چونگی امر سدھو لاہور فون:5812670، موبائل:0300 4409470

محمد عنایت اللہ سے شیر اہل سنت تک کا سفر

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

عزم و استقلال سے روشن پیشانی، تدبر و فراست کی غماز آنکھیں، سنت رسول ﷺ کے مطابق داڑھی شریف، با رعب مونچھیں، مجاہدانہ جلال کا حامل چمکتا دمکتا چہرہ، چوڑا سینہ، بھرا ہوا جسم، درمیانہ قد، گفتگو کا انداز تیز مگر پر جلال اور متین ...... یہ تھے حضرت شیر اہل سنت علامہ محمد عنایت اللہ قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ابتدائی حالات:

مناظر اہل سنت حضرت علامہ محمد عنایت اللہ قادری حامدی رضوی ۱۹۱۹ء بمطابق ۱۳۳۸ھ شیخوپورہ کے موضع ہردو بریار میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام چوہدری نواب دین تھا جن کا آبائی پیشہ زمیندارہ تھا۔ آپ نے ابتدائی کتب درس نظامی مولانا احمد دین صاحب سے سکھے کی منڈی (گوجرانوالہ) کے مقام پر پڑھیں۔ صرف ونحو حضرت استاذ العلماء قاضی عبدالسبحان کھلابٹی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں جو کہ اہل سنت و جماعت کے ایک بڑے مناظر گزرے ہیں آپ نے اپنے دور میں مخالفین اہل سنت کا ہر علمی محاذ پر مقابلہ کیا اور انہیں شکست فاش سے دو چار کیا۔ علامہ کھلابٹی کے مناظرے عرصہ ہوا لاہور سے طبع ہوئے تھے جو کہ راقم کے پاس موجود ہیں۔ علامہ کھلابٹی ان دنوں علی پور شریف (سیالکوٹ) میں مسند علم سجائے ہوئے تھے۔ بعد ازاں حضرت شیر اہل سنت نے معقولات اور

علم نحو حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن شریف (ڈیرہ غازی خان) کے دربار پر قائم مدرسہ میں مولانا خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔

بریلی شریف حاضری:

ہوا یوں کہ حضرت شیر اہل سنت اپنے کسی ذاتی کام سے چک جھمرہ کی طرف جارہے تھے۔ راستے میں آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت محدث اعظم مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد علیہ الرحمہ چک دھیڑ میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آپ سب کام چھوڑ کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جہاں محدث اعظم علیہ الرحمہ نے آپ کو بریلی شریف میں حاضر ہوکر کسب فیض کرنے کا مشورہ دیا۔ ان کے مشورہ کے مطابق آپ امرتسر سے ہوتے ہوئے بریلی شریف حاضر ہوگئے۔ جہاں آپ نے ''دارالعلوم منظر اسلام'' میں داخل ہوکر اصول کا درس حضرت علامہ مولانا شمس الدین علیہ الرحمۃ سے لیا۔ کتب احادیث کا درس حضرت محدث اعظم ابوالفضل مولانا محمد سرداراحمد علیہ الرحمۃ سے لیا۔ اس طرح آپ نے تکمیل علوم وفنون کے بعد سند فراغت و دستار فضیلت حاصل کی۔

بیعت وخلافت:

آپ کی طبیعت میں قلندرانہ رنگ شروع ہی سے نمایاں تھا۔ دوران تعلیم حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے آپ کو مضافات بریلی کے ایک محلہ میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دینے کے لیے بھیج دیا۔ باجودطویل فاصلہ کے آپ عشاء کی نماز کے بعد دوران تعلیم کافی عرصہ حضرت حجۃ الاسلام کی خدمت میں حاضری دیتے رہے حتی کہ ساری ساری رات ان کے پاؤں دباتے گزر جاتی۔ آپ کی اس بے لوث خدمت کے باعث حضرت حجۃ

الاسلام نے آپ کو اپنے خاص لطف و کرم سے نوازتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی دستار خلافت سے نوازا۔

دوران تعلیم والدہ محترمہ کی وفات:

بریلی شریف میں دوران تعلیم آپ کو والدہ محترمہ کی وفات کی خبر ملی جسے سن کر آپ آبدیدہ ہوگئے۔ آپ کی پریشانی دیکھ کر حضرت محدث اعظم علیہ الرحمہ نے آپ کو اسباق جاری رکھنے کی تلقین کی اور ساتھ ہی یہ تسلی دی کہ اسباق کا ضیاع ساری زندگی تیرے ساتھ ناکامیوں کو وابستہ کردے گا جبکہ بعد میں والدہ مرحومہ کی قبر مبارک کی زیارت کرکے اپنے دل کو آرام پہنچا لینا۔ حضرت شیر اہل سنت نے ان کی اس بات کو اپنے پلے باندھ لیا اور اسباق کے تسلسل کو جاری رکھا۔ مقررہ چھٹی پر اپنی والدہ مرحومہ کی قبر کی زیارت کرکے اپنے لیے حج کا ثواب محفوظ کرلیا۔

تدریسی زندگی کا آغاز:

دارالعلوم حزب الاحناف کو یہ شرف حاصل ہے کہ علم و عرفان کی اس مایہ ناز ہستی نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز اس دارالعلوم سے کیا۔ یہاں آپ کو صدر مدرس کا عہدہ پیش کیا گیا۔ بعد ازاں آپ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر انہی کے مدرسہ میں علم و حکمت کے موتی لٹاتے رہے۔

امرتسر میں دارالعلوم کا قیام:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لیے امرتسر کے محلّہ شریف پورہ میں ایک عظیم الشان دارالعلوم قائم کیا جو کہ اپنی اٹھان کے لحاظ سے آگے چل کر ایک عظیم ادارہ بنتا لیکن اس دوران تحریک پاکستان شروع ہوگئی اور آپ ہجرت (MIGRATION) کرکے بمعہ کتب جامعہ حزب شریف

الاحناف لے آئے۔ نقل مکانی کے دوران آپ کی بعض اہم کتب گم ہوگئیں جن میں سے "المولد الروی" کا تذکرہ آپ بارہا مرتبہ اپنے شاگردوں سے کرتے رہتے تھے۔ اس سے آپ ان کی کتب سے محبت کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

سانگلہ ہل میں آمد:

لاہور میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ سانگلہ ہل تشریف لے آئے جہاں آپ نے ایک بہت بڑی جامع مسجد تعمیر کروائی جو شان وشوکت، حسن و جمال میں پاکستان کی چند مساجد میں سے ایک ہے۔ آپ کی آمد کے وقت جامع مسجد ایک عام عبادت گاہ تھی لیکن آپ نے اپنی مساعی حمیدہ سے اسے ایک بہت بڑے اسلامی مرکز میں تبدیل کردیا۔ جامعہ نقشبندیہ رضویہ کا قیام آپ نے حضرت محدث اعظم کے مشورے سے کیا۔ جہاں آپ شبانہ روز محنت کر کے طلباء کو تیار کرتے رہے جو سینکڑوں کی تعداد میں فارغ ہوکر دین اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔

بیرون ملک خدمات:

آپ کی خدمات صرف اندرون ملک تک ہی محدود نہ تھیں بلکہ بیرون ملک بھی آپ تبلیغ دین کے لیے جاتے رہے۔ اس سلسلے میں جون ۱۹۷۹ء میں آپ پیر عبدالقادر جیلانی کی دعوت پر انگلینڈ (England) تشریف لے گئے جہاں آپ نے ہزاروں افراد کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ یہ وہ دور تھا جب لندن میں غلام خان دیوبندی اپنے خطابات سے فضا کو مکدر کر چکا تھا آپ نے بڑی محنت شاقہ سے فضا کو کنٹرول کیا اور پھر سے اہل سنت و جماعت کے لیے تبلیغ کی راہیں ہموار کیں۔

راہ حق میں قید و بند کی صعوبتیں:

دین حق کا کام کرنے والوں کو مشکلات کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے۔ ۱۹۵۹ء میں نجدی وہابیوں کی سازش کے تحت آپ کو پابند سلاسل کر دیا گیا۔ مشہور عالم دین مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ بھی اس قید میں ساتھ تھے۔ آپ کو شیخوپورہ، میانوالی اور ملتان کی جیلوں میں رکھا گیا۔ ظلم وستم اور بے جا الزامات کی بوچھاڑ کے باوجود آپ کے پایۂ استقلال میں رتی بھر فرق نہ آیا۔ ۱۷ ماہ بعد عدالت نے آپ کو باعزت طور پر بری کر دیا۔

غروب:

حضرت شیر اہلِ سنت نے دورانِ تبلیغ بڑی محنت و مشقت سے زندگی کے دن گزارے۔ مسلسل محنت کے باعث آپ کافی کمزور ہو گئے تھے۔ اسی دوران آپ کو جگر کی تکلیف شروع ہوگئی جو آپ کی وفات پر ملال کا سبب بنی۔ مختصراً ۲۲ اپریل ۱۹۸۱ء کو ۶۲ سال تک علم وعرفان کا یہ سورج اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ چمکنے کے بعد غروب ہوگیا۔

چو مرگ آید تبسم برلب اوست:

آپ اکثر مخالفین اہل سنت خصوصا مولوی غلام خان کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد تیری شکل بدل جائے گی کیونکہ تو محمد رسول اللہ ﷺ کا گستاخ ہے اور میری موت کے بعد میرا چہرہ رسول عربی ﷺ کی نوازشوں کا مظہر ہوگا۔

آپ کے اس ارشاد کا مشاہدہ اس طرح ہوا کہ آپ کے وصال کے بعد آپ کی میت کو سخت تیز دھوپ میں سانگلہ ہل کے مرکزی چوک میں رکھ دیا گیا کہ مخلوق خدا عاشق مصطفیٰ کے چہرہ کے انوار سے اپنی آنکھوں کو منور کرے اور اپنے سینہ میں عشق

مصطفیٰ کی ٹھنڈک محسوس کرے۔

دوسری طرف محمد بشیر حسین ناظم صاحب کے بقول جب مولوی غلام خان کی میت والا تابوت ایئرپورٹ پر اتارا گیا تو اس پر واضح لکھا گیا تھا کہ اس تابوت کو نہ کھولا جائے کیونکہ لاش کا چہرہ خراب ہو چکا ہے۔

گویا یہ میت کسی بے ادب کی ہے
منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے

اولاد:

آپ نے اپنے پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑیں، آپ کا بڑا بیٹا حافظ قرآن ہے اور فوج سے ریٹائرڈ کرنل ہے۔ جبکہ دوسرا بیٹا دارالعلوم کے جملہ انتظامات کا بار اٹھائے ہوئے ہے۔

شوق مطالعہ اور کتابوں سے لگن:

آپ کو مطالعہ کتب سے انتہا درجے کا عشق تھا۔ اس ضمن میں آپ کے خادم صوفی جلال دین صاحب کی زبانی ایک واقعہ سنئے:

"آپ اکثر رات کو جب تقریر سے فراغت کے بعد گھر تشریف لاتے تو مجھے فرماتے کہ اگر کہیں سے ہو سکے تو مجھے بکری کا دودھ لا دو۔ آپ اس دودھ سے اپنی آنکھوں کو دھو ڈالتے اور فرماتے کہ اس سے نیند دور ہو جاتی ہے اور مطالعہ بھی خوب ہو جاتا ہے۔"

نیز اس کی شاہد وہ کتب اور ان پر آپ کے لکھے ہوئے حواشی ہیں جو آج بھی آپ کی لائبریری میں موجود ہیں۔

علماء و مشائخ کا خراج تحسین

غزالی دوراں علامہ سید احمد کاظمی رحمتہ اللہ علیہ:

ایک دفعہ علامہ سید احمد کاظمیؒ صاحب اور حضرت شیر اہل سنت اکٹھے سفر کر رہے تھے کہ دوران سفر ڈیرہ غازی خان کے قریب گاڑی میں سے ایک آدمی اٹھ کر حضرت شیر اہل سنت کے پاس آیا اور آپ سے حضور علیہ السلام کے علم مبارک کے متعلق سوالات پوچھنے لگا کہ آپ مجھے بتائیں کہ آپ ﷺ کو علم غیب تھا یا کہ نہیں؟ اگر علم تھا تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ قذف کی حقیقت کا علم کیوں نہیں ہوا تھا؟ آپ نے ایک دو بار ٹالا مگر وہ کسی طرح بھی پیچھا چھوڑنے پر آمادہ نہ تھا۔ آخر آپ نے اسے گردن سے پکڑ کر نیچے رکھ لیا اور خوب تواضع کی، جواباً اس نے آپ کی چھنگلیا کو منہ میں لے کر کاٹ ڈالا اور اس کاٹ کا زخم ساری زندگی موجود رہا۔ آپ اس زخم کو دیکھ کر اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے یہ زخم اپنی ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے کھایا ہے لہٰذا میری بخشش کے لیے یہ ایک زخم ہی کافی ہے۔

علامہ غزالی دوراں اس بات کو اکثر جلسوں میں بیان فرما کر مولانا کی غیرت ایمانی کو خراج تحسین پیش کیا کرتے تھے۔

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

دور حاضر کے عظیم دانشور اور اہل سنت و جماعت کے نامور عالم دین علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ راوی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ مضافات میانوالی میں

حضرت شیر اہلسنت کا خطاب سنا تھا جس میں آپ نے الجوہر المنظم تصنیف لطیف علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کے کافی حوالے دیئے تھے۔اس کا نام میرے ذہن میں محفوظ رہا اور پھر عرصہ دراز کے بعد اس کتاب کو مکتبہ قادریہ لاہور کی جانب سے نئی تزئین سے شائع کیا۔

شیخ الاسلام پروفیسر علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

پروفیسر علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب ایک دفعہ فاتحہ کے لیے دربارِ حضرت شیرِ اہلسنت پر حاضر ہوئے۔نعت خوانی کی محفل کے بعد آپ نے بتایا کہ حضرت شیر اہلسنت ان کے والد گرامی علامہ ڈاکٹر فرید الدین علیہ الرحمۃ کے گہرے دوست تھے اور اکثر دورۂ جھنگ کے دوران انہی کے گھر قیام فرماتے تھے۔ پروفیسر صاحب نے حضرت شیر اہلسنت کے سامان سفر کو بھی بیان کیا جو ایک کتابوں سے بھرے ہوئے صندوق اور سامان وضو پر مشتمل ہوتا تھا۔آپ پروفیسر علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ساتھ بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے۔

مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

ہمارے زمانہ طالب علمی میں مخالفین اہلنست جہاں بھی سر اٹھاتے، کچلنے کے لیے یا تو مولانا محمد عمر اچھروی پہنچ جاتے یا حضرت شیر اہلسنت بمع اپنے ''اسلحہ'' یعنی کتابوں سے بھرا ہوا صندوق پہنچ جاتے تھے۔آپ مخالفین اہلنست کے ساتھ خالص علمی انداز میں گفتگو فرماتے لیکن ہٹ دھرمی کی صورت میں بڑے احسن انداز سے اپنا موقف مخالفین کے گوش گزار فرماتے تھے۔

مولانا غلام مہر علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف کا مکتوب:

عزیزم محمود احمد ساقی صاحب!

حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب مرحوم کے متعلق میں نے اپنی تصنیف ''الیو اقیت المهریه'' میں جو کچھ لکھا تھا، اس کی فوٹوسٹیٹ ارسال ہے۔ آپ اس سے استفادہ فرما سکتے ہیں۔ میں نے دو مناظروں میں ان کی عالمانہ ومناظرانہ گرفتیں دیکھی ہیں۔ اگر زبان کا ثقل نہ ہوتا تو وہ وقت کے امام المناظرین تھے۔ منقول دلائل مناظرہ میں چلتے ہوئے کسی علمی نکتہ میں بحث میں اپنے ساتھی علماء کے مشورہ کو وہ فوری قبول فرما لیتے تھے۔ اپنے پاس جمع شدہ ذخیرہ کے علاوہ جب بھی میں نے انہیں کوئی حوالہ یا نکتہ پیش کیا، انہوں نے قبول فرمایا۔ چک نمبر ۱۰۱ نو-ایل میں مسئلہ کفریات دیوبندیہ میں میں مناظر تھا، وہ میرے معاون تھے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارت حفظ الایمان جس میں اس نے کلمہ ''ایسا'' سے علم نبوی کو علم مجانین وحیوانات سے تشبیہ دی ہے۔ دیوبندی مناظر سے ایک گھنٹہ بحث ہوتی رہی بالآخر اس عبارت کو کفریہ ہونے سے دیوبندی مناظر خود کو نہ بچا سکا اور راہ فرار اختیار کی۔ حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب معلومات کا ایک بحر ناپیدا کنار تھے۔ افادہ واستفادہ میں انہوں نے کبھی پہلو بچانے کی کوشش نہیں کی۔ وہ بہت محنت کرتے تھے اور اسلوب وعظ میں وہ مسلک اہلسنۃ کی استدلالی قوت کو اجاگر کرنے میں پوری قوت صرف کر دیتے تھے۔ ان کی محنت ومطالعہ کا یہ عالم تھا کہ وہ ایک دفعہ سانگلہ سے چشتیاں میرے پاس صرف اس لیے تشریف لائے کہ مولوی صدیق حسن وہابی کی کتاب ''حضرات التجلی'' صرف میرے پاس ہے اور اس میں حقیقۃ محمدیہ کے حقائق عالم میں ساری وجاری وحاضر وناظر ہونے

کی تصریح والی عبارت نقل کر کے تشریف لے گئے: فقط

بندہ غلام مہر علی چشتیاں شریف

۹۲-۰۴-۲۷

عبارة "اليو اقيت المهديه"

ومن مشاهير فضلاتنا المناظر الجليل والمفتى العلام مولانا محمد عنايت الله خطيب المسجد الجامع بسانكله من مضافات لائلفورو لا العلامه محمد عنايت الله ابن الصالح نواب الدين بقرية هر دو بريار من مضافات شيخوفوره سنة الميلادية تسع عشرة بعد الاف و تسع مائة اخذ العلوم الابتدائية عن الفاضل احمد الدين ببلدة سُكهيكى والصرف والنحو عن علامة العصر قاضى عبدالسبحان خلا بتى بقصبة على فور الشريف من مضافات سيالكوت ثم الفقه والاصول عن العلامة شمس الدين ببريلى الشريف ثم بعض العلوم فى مدرسة مزار العارف الخواجة غلام فريد رحمته الله تعالىٰ بكوت متهين الشريف من مضافات ديره غازى خان ثم الحديث الشريف بدار العلوم منظر الاسلام ببريلى الشريف عن المحدث الاكبر والعارف الشهير مولانا محمد سردار احمد رحمته الله بانى دارالعلوم مظهر الاسلام بلائل فور و شرف عنه بسند الحديث و عمامة الفضيلة سنة الهجرية ثلث وستين بعد الالف وثلث مائة و بعد الفراغ عن العلوم تعين صدر المدرسين بدار العلوم حزب الاحناف بلاهور فافاض العلوم فيها مدة ثم درس العلوم زمانا بقصبة شرقفور

بمدرسه العارف میاں شیر محمد الشرقفوری رضی الله عنه ثم اسس دارالعلوم العظمية ببلدة امرتسر ثم هاجر سنة تقسيم الملک الی باکستان و تعين خطيب المسجد الجامع ببلدة سانکلة المذکوره والی الآن يقيم و يفيض العلوم فيها يعظ فی اکناف الملک واشتهرت مواعظة فی استيصال فتن الخوارج الوهابية والا ديوبندية جمعاً فی قرية نمرة ١٥١/١٢ .ل من مضافات هارون آباد سنة الهجرية ثلاث و سبعين بعد الالف وثلاثمائة فی المناظرة المنعقدة بيننا و بين الديوبندية فی مسئلة علم غيب النبی الكريم العليم عليه الصلوة والتسليم و عباراتهم الكفرية و كان دعا الديوبندية مناظرهم المولوی شمس الحق من بلدة کوجرانواله فناظر به العلامة محمد عنايت الله فی مسئلة العلم واثبته بدلائل القاهرة و بطش علی شمس الحق لا مرله ولا مقرو ناظرت بمناظرهم فی عباراتهم الكفرية المتهمة فی شان سيد المرسلين فلما قمت للمناظرة و عرضت عبارتهم الكفرية المندرجة فی رسالتهم حفظ الايمان للتهانوی فبهت الديوبندية و فروا من المناظرة بالفساد و من يضل الله فماله من هاد.

حضرت علامہ ابوالطیب محمد ذوالفقار علی رضوی مدظلہ سے تعلق خاطر:

سکھکی منڈی میں دورانِ تعلیم مولانا محمد عبداللہ سلطانی علیہ الرحمۃ والد گرامی ابوالطیب مولانا ذوالفقار علی رضوی اکثر حضرت شیر اہلسنت سے شفقت کا اظہار فرمایا کرتے تھے اور آپ کے ذوق علم کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ حضرت شیر اہل سنت کو شروع ہی سے بزرگان دین سے والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ کے شوق کے سبب

مولانا محمد عبداللہ سلطانی علیہ الرحمۃ آپ کو اکثر عرس کی محفلوں میں ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولانا محمد عبداللہ سلطانی علیہ الرحمتہ نے آپ کو حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کی جاگتے ہوئے زیارت کروانے کا مژدہ جانفزاء سنایا لیکن مقررہ دن سے قبل ہی مولانا محمد عبداللہ سلطانی علیہ الرحمۃ اس دارفانی کو چھوڑ کر اللہ تعالٰی کے ہاں حاضر ہوگئے۔ مولانا عبداللہ سلطانی علیہ الرحمۃ کی وصیت کے بموجب آپ کے اہل خانہ نے حضرت شیر اہل سنت کو اپنی فرزندی میں لے لیا اور مولانا ذوالفقار علی رضوی کی ہمشیرہ کا نکاح حضرت شیر اہل سنت سے کر دیا۔

استاذ العلماء مولانا محمد فاضل صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ کوٹلہ ارباب علی خان ضلع گجرات میں دوران تقریر آپ خاموش ہوگئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، پھر آپ کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہوئے۔ یارسول اللہ ﷺ آپ عنایت اللہ کو اپنے سگوں میں شامل فرمالیں اور وقت نزع اپنی زیارت سے مشرف فرمائیں۔ بس میری آرزو ہے آپ کے ان الفاظ سے پورے مجمع پر ایک عجیب روحانی کیفیت طاری ہوگئی اور واقعتاً آخری وقت حضور علیہ السلام نے آپ کو اپنی زیارت سے نواز کر آپ کا شمار اپنے خاص غلاموں میں فرمایا:

تلامذہ:

آپ کے چند ایک تلامذہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱- علامہ سید محمود احمد رضوی (شارح بخاری) مہتمم دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

۲- پیر سید امیر حسین شاہ صاحب سلطانی مہتمم دارالعلوم سلطانیہ رضویہ فیصل آباد

۳- سید سوار حسین شاہ صاحب مہتمم دارالعلوم چراغیہ رضویہ گوجرہ

۴- مولانا عبدالطیف صدر مدرس جامعہ فاروقیہ گھوڑے شاہ گوجرانوالہ

۵- مولانا غلام نبی گکھڑوی مہتمم دارالعلوم جامعہ لاثانیہ گکھڑ

۶- ابوالطیب علامہ محمد ذوالفقار علی رضوی مہتمم دارالعلوم نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل

۷- مفتی حافظ بشیر احمد قادری بھنڈور فاروق آباد (والد گرامی راقم الحروف)

۸- حافظ مہر محمد سلطانی صدر مدرس نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل

۹- پروفیسر سعید احمد اسعد فیصل آباد

۱۰- پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ رضویہ سے فارغ التحصیل علماء کو لیکچر:

حضرت محدث اعظم علیہ الرحمہ نے آپ کو یہ اہم فرض سونپ رکھا تھا کہ آپ ہر جمعرات کو فارغ ہونے والے طلبہ کو مختلف موضوعات پر لیکچر دیا کرتے تھے۔ ان لیکچرز کو علماء وطلبہ بڑے ذوق شوق سے سماعت کرتے تھے۔ اس سے فارغ ہونے والے علماء کی فکر کو ارتقاء نصیب ہوتا تھا اور سوچ کی نئی راہیں کھلتی تھیں۔ ان لیکچرز کی سماعت کے اعتبار سے علماء کی کثیر تعداد آپ کے تلامذہ کی صف میں شامل نظر آتی ہے۔

مکتوب:

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز (منی آرڈر کوپن پر)'

بنام مولانا محمد عنایت اللہ

عزیزم سلمہ، دعا، سلام مسنون، خیریت!

آپ کو پرسوں پھر خط لکھا ہے، اس میں تفصیل کردی تھی جس کا اجمال یہ ہے کہ ان میں سے تین چار روپے کی مٹھائی لے لینا۔ گیارہویں شریف کی فاتحہ دے کر خود اور اپنے طلبہ و احباب کو کھلا دینا، اور باقی پیسوں کا کرتہ پاجامہ فضل رسول کے لیے بنو لینا اور ٹھیک ۱۳ محرم کو بروز شنبہ صبح کے وقت فضل رسول کو بسم اللہ پڑھا دینا، دیال گڑھ جا کر یا عزیز کو امرتسر منگوا کر اپنے مدرسہ آپ کو اختیار ہے۔

گیارہویں شریف کی فاتحہ محلّہ بسم اللہ میں ہونی چاہئے۔ ۱۳ محرم کو عزیز کی عمر چار سال' چار ماہ' چار دن ہوگی اور اس عمر میں تعلیم بسم اللہ نہایت بابرکت ہے اور اگر آپ کو فرصت نہ ہو تو مولوی مختار سلمہ کو کہلا بھیجیں یا مولوی سید امین الدین صاحب کی خدمت میں بھی مضمون واحد ہے' اگر یہ دونوں عزیز مولانا صاحبان مجلس بسم اللہ میں شریک ہوں تو عین خوشی ہے۔

(نوادراتِ محدث اعظم ج۲، ص۲۲۰، ۲۱۹)

سید اقبال شاہ صاحب اور زیارت رسول کریم ﷺ

حضرت شیر اہل سنت مولانا مفتی محمد عنایت اللہ قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سید اقبال شاہ صاحب مدظلہ العالی وہاڑی کی طرف جلسے سے واپس اکٹھے آ رہے تھے۔ راستے میں شاہ صاحب نے حضرت شیرِ اہل سنت رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا آپ کو حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے؟ حضرت شیر اہل سنت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاہ صاحب زیارت کی کیا بات پوچھتے ہیں؟ آپ نے زیارت کرنی ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ حضرت اس سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے۔ حضرت شیر اہلِ سنت نے فرمایا کہ شاہ صاحب! آج رات عشاء پڑھ کر سو جایئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نظرِ رحمت فرمائیں گے۔ شاہ صاحب حضرت شیر اہل سنت کے فرمان کے مطابق عشاء پڑھ کر سو گئے، اِدھر سو گئے، اُدھر قسمت جاگ اٹھی۔ کائنات کی سب سے بڑی نعمت جس کے وسیلہ سے ہر نعمت ملتی ہے کی زیارت نصیب ہو گئی۔

اس واقعہ کے راوی محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے جگر گوشہ صاحبزادہ فضل کریم صاحب ہیں جنہوں نے حضرت شیر اہلِ سنت رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پاک کے سامنے ہزاروں لوگوں کے جمِ غفیر میں مرکزی مسجد سنی رضوی سانگلہ ہل میں خطاب کرتے ہوئے بیان کیا۔ سید اقبال شاہ صاحب مدظلہ العالی جنہیں یہ نعمت حاصل ہوئی۔ وہ جمعیت علماء پاکستان بورا وہاڑی کے مرکزی راہنما ہیں۔

بھینس کے دودھ کے لیے ایک عجیب نسخۂ کیمیا

ایک بندہ حضرت شیرِ اہلِ سُنّت کے پاس آیا۔ عرض کی میری بھینس دودھ نہیں دے رہی۔ تنگ کر رہی ہے اور نہ ہی اپنے کٹے کو دودھ پینے دیتی ہے۔ کوئی دم شریف فرما دیں یا تعویز مبارک لکھ دیں۔ حضرت شیرِ اہلِ سُنّت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھینس کے کان میں جا کر کہو کہ ''وہابی اور دیوبندی'' حرامی ہوتے ہیں۔ اُس بندہ نے جا کر ایسے ہی کیا تو بھینس بالکل ٹھیک ہوگئی۔ اُس نے بڑی تسلی اور اطمینان سے دودھ حاصل کیا اور پھر شیرِ اہلِ سُنّت رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آ گیا۔ آپ نے پوچھا کہ بھینس ٹھیک نہیں ہوئی؟ اُس نے عرض کی کہ حضرت بھینس تو بالکل ٹھیک ہو چکی ہے اور بڑے اطمینان سے میں نے دودھ دوھ لیا ہے لیکن اس مسئلہ کی سمجھ نہیں آئی۔

آپ نے فرمایا کہ کتابوں میں لکھا ہے کہ کسی بندے کی داڑھ میں تکلیف ہو تو وہ زمین پر اللہ کریم کے دشمن فرعون کا نام لکھے اور اُوپر جوتے مارے۔ اُس کی داڑھ کی تکلیف ختم ہو جائے گی کیونکہ داڑھ کے اندر ایک شیطان کیڑا ہوتا ہے جب وہ اللہ کریم کے دشمن کی پٹائی ہوتے دیکھتا ہے تو دوڑ جاتا ہے کیونکہ وہ خود بھی شیطان کا ساتھی ہوتا ہے اور پٹائی سے ڈر کر بھاگ جاتا ہے۔ جب اللہ کریم کے دشمن کی پٹائی کی جائے تو اللہ خوش ہوتا ہے اور بندے پر رحمت فرما دیتا ہے۔ اسی طرح وہابی اور دیوبندی اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوبِ پاک ﷺ کے گستاخ ہیں اور یہ شیطان کے ہی ساتھی ہوتے ہیں۔ جب جانور تنگ کریں اور دودھ نہ دیں تو وہابی اور دیوبندی کو حرامی کہنے سے بھینس پر جو شیطان چڑھا ہوتا ہے وہ بھاگ جاتا ہے کیونکہ شیطان کو جب حرامی کہا جائے تو وہ دوڑ جاتا ہے لیکن اُس کی اولاد

بہت ضدی ہے وہ گستاخی سے باز نہیں آتے۔ اِس طرح جانوروں پر سوار شیطانوں کو بھگانے کے لیے یہ مجرب عمل ہے۔

جن کے ساتھ کشتی کا واقعہ

نذیر احمد جنجوعہ صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت شیرِ اہل سنت ایک جگہ جلسے سے خطاب کے بعد نوافل ادا کرنے میں مصروف ہوگئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا، آپ نے نوافل ادا کیے۔ پھر تہجد کی نماز پڑھی، پھر ذکر اذکار اور وظائف میں مشغول ہوگئے۔ اتنے میں فجر کی اذان ہوئی، فجر کی نماز کے بعد میں نے آپ کی کتابوں والا صندوق اٹھایا اور ساتھ چل پڑا۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو ٹرین آنے میں ابھی وقت باقی تھا۔ ٹرین وقت پر پہنچنے سے لیٹ ہوگئی تو حضرت شیرِ اہلِ سنت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جیرو (آپ مجھے پیار سے کبھی جیرو، کبھی جیرا بلاتے تھے) دیکھو! اسٹیشن والی مسجد میں کتنا گردوغبار ہے۔ گاڑی آنے تک ہم مسجد کی صفائی ہی کر دیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ! کنوئیں سے پانی لاؤ تاکہ کچی مٹی پر پانی چھڑک دیں، گردوغبار بیٹھ جائے، پھر جھاڑو دے دیتے ہیں۔ نذیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے پانی کھینچنے کے لیے ''بوکا'' (پانی کھینچنے کے لیے ڈول نما چیز ہوتی ہے) نیچے کیا تو ایک بھیانک شکل، بڑے بڑے بالوں والا ریچھ نما جن باہر نکل آیا، اُس نے مجھے زور سے تھپڑ مارا۔ میں خوف زدہ ہوکر حضرت شیر اہل سنت کے پاس آگیا اور سارا واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا: تو پریشان نہ ہو، ابھی دیکھ لیتے ہیں۔ آپ کنوئیں پر گئے، آپ نے جن کو فرمایا کہ ہم مسجد کی صفائی کرنے لگے ہیں۔ ہمیں پانی لینے دو، ہمارے کام

میں رکاوٹ نہ بنو، وہ نہ مانا اور اکڑ دکھانے لگا۔ آپ نے دوسری مرتبہ بھی اسی طرح فرمایا۔ وہ تکبر اور غرور کرتا رہا۔ تیسری بار جب وہ نہیں مانا تو پھر آپ نے اسے پکڑ لیا اور خوب چھترول کی۔ مُکّے، لاتیں اور گھونسے لگائے۔ پٹائی کے بعد وہ جن معافی مانگنے لگا۔ آپ نے معاف کردیا اور فرمایا: کبھی دوبارہ اِدھر مت آنا۔ اس کے بعد آپ نے نذیر احمد جسے آپ پیار سے جیرا کہتے تھے، سے کہا کہ پانی لاؤ اور جلدی جلدی کام مکمل کرلیں۔ جن کی پٹائی اور کشتی میں خاصہ وقت خرچ ہوچکا تھا۔ ٹرین بھی ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔ مسجد کی صفائی کے بعد آپ نے اسی کنوئیں کے پانی سے غسل کیا، اتنے میں ٹرین اسٹیشن پر پہنچ گئی، آپ نے سامان وغیرہ ٹرین میں رکھا اور واپس پہنچ گئے۔

راستے میں نذیر احمد کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آئندہ میں نے آپ کے ساتھ دوبارہ نہیں آنا۔ آپ نے فرمایا کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے غلاموں کو یہ جن وغیرہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہم نے اُسے شکست فاش دی ہے اور بھگانے میں کامیابی حاصل کی ہے لہٰذا پریشان نہ ہو۔

نذیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت شیر اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آج تک ایسا بندہ مجھے نہیں ملا، آپ انتہائی شفیق محبت کرنے والے اور پرہیزگار انسان تھے۔ سفر میں ساتھ جانے والے کو خوب موج کرواتے تھے اور اعلیٰ سے اعلیٰ چیزوں سے نوازتے تھے۔ کھانے وغیرہ بھی کھلانے میں بے مثال تھے۔ اللہ کریم جَلَّ جلالہ اُن کی قبرِ انور پر بے پناہ رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی خیر و برکت سے ہمیں بھی نوازے۔ (آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ)

بھنڈور کی مسجد کا واقعہ اور

حضرت شیر اہلِ سُنّت کا خطاب

حافظ بشیر احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے بھائی نیامت علی قادری بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے پنڈ بھنڈور کی مسجد میں نمازِ جمعہ ادا کرنے گیا۔ اُس مسجد کا خطیب جس کا نام مولوی لال دین تھا' نے نمازِ جمعہ کی تقریر میں حضور ﷺ کے نعلینِ پاک کو بے ادبی سے (معاذ اللہ) جوتی کہا۔ نیامت علی قادری فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوگیا اور کہا کہ ہم نے سید عباس علی شاہ صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) فاروق آباد والے سے پاپوش مبارک یا جوڑے مبارک سُنا ہے لٰہذا آپ بھی ادب والا لفظ استعمال کریں۔ مولوی لال دین نے تکبّر کیا اور ضد میں معاذ اللہ دس مرتبہ وہی لفظ دہرایا۔ نیامت علی قادری کہتے ہیں کہ میں نے اُسی دن سے اِرادہ کرلیا کہ اب اپنی مسجد بنا کر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پیچھے ہی جمعہ یا نماز پڑھوں گا۔ اس کے پیچھے آئندہ سے نماز نہیں پڑھنی۔

نیامت علی قادری نے اُسی دِن بھنڈور پنڈ میں روڈ کے اوپر عبدالرحمٰن گجر سے زمین خریدی۔ یہ زمین پانی کا چھپڑ تھا۔ آپ نے اپنی برادری کے ساتھ مل کر اُس زمین کو مٹی سے بھرا اور مسجد کی تعمیر ذوق وشوق اور والہانہ محبت کے ساتھ شروع کردی۔ گاؤں میں مسجد بنانے کا خواب پایۂ تکمیل تک پہنچا۔ تعمیر مکمل ہونے کے بعد پہلے جمعۃ المبارک میں خطاب کے لیے قبلہ سید عباس علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور سارا معاملہ بیان کر کے جمعہ پڑھانے کی گزارش

کی۔شاہ صاحب ساتھ چلے آئے اور آپ نے جمعتہ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمایا، نماز پڑھائی اور برکت کے لیے دعا فرمائی۔اُسی دن نیامت علی قادری رحمتہ اللہ علیہ نے رات کو جلسہ میلادِ مصطفیٰ ﷺ رکھا اور اپنے گاؤں بھنڈور میں اہل سنت و الجماعت کی جامع مسجد میں حضرت شیر اہلِ سنت مولانا مفتی محمد عنایت اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ کو تقریر کے لیے بلایا۔حضرت شیر اہلِ سنت رحمتہ اللہ علیہ نے جلسے میں بہت عالی شان اور ایمان افروز بیان فرمایا اور خیر و برکت کی دعا فرمائی اور یوں ان بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے وہ مسجد شادو آباد ہوگئی اور پیارے آقا و مولیٰ احمدِ مجتبیٰ ﷺ کی شان بیان ہونے لگی اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا بھنڈور گاؤں میں لہرانے لگا۔

مولانا نور احمد صاحب کی روایات

محدثِ اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کا حضرت شیرِ اہلِ سنت رحمتہ اللہ علیہ پر اعتماد

شہر روڈالہ روڈ جڑانوالہ پر وہابیوں نے جلسہ کیا اور اپنے بڑے بڑے مناظر حضرات کی تقریریں کروائیں جو مسلک حق اہلسنت پر حسب عادت خوب کیچڑ اُچھالنے کی ناکام کوشش کرتے رہے۔ اہلِ سنت و جماعت کے جذبات کو مجروح کرنے کی ناپاک جسارت کے بعد مناظرے کا چیلنج کر دیا۔ میں محدثِ اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گیا۔ سارا واقعہ بیان کیا اور عرض کی کہ میں اپنے دوست شیرِ پنجاب کو وہابیوں کے ساتھ مناظرے کے لیے لے جانا چاہتا ہوں۔ محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ وہابیوں کے خلاف مناظرہ کے لیے مناسب نہیں ہیں۔ مولانا نور احمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں دوستی کی وجہ سے اُنہیں ساتھ لے گیا۔

جاتے ہی وہابیوں کے بڑے مولوی نے شیرِ پنجاب کو بخاری شریف کی حدیث پر ہی روک لیا، بحث و مباحثہ کرتا رہا۔ شیرِ پنجاب تسلی بخش جواب نہیں دے سکے۔ اس کے بعد وہی مولوی دوبارہ مسلکِ حق اہل سنت و جماعت کے خلاف زہر اگلتا رہا۔ اگلے دن پھر میں محدثِ اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گیا۔ میرے پہنچنے سے پہلے ہی تمام واقعہ کی محدث اعظم پاکستان کو خبر ہو چکی تھی۔ آپ نے فرمایا: مولانا تم نے دوستی کو اوپر رکھا اور مسلکی تصلّب کا خیال نہیں کیا۔ مولانا

نور احمد صاحب نے عرض کی کہ اب کوئی قابلِ اعتماد مناظر عنایت فرمائیں تا کہ وہابیوں کا پھیلایا ہوا گند صاف کیا جا سکے۔

محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے دو خطوط لکھے۔ ایک خط جھنگ شریف میں مولانا عبدالرشید جھنگوی مدظلہٗ العالی فاضلِ بریلی شریف کے والدِ پاک حضرت مولانا قطب الدین صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) کو اور دوسرا حضرت شیر اہلِ سنت مفتی محمد عنایت اللہ قادری (رحمتہ اللہ علیہ) کے نام۔ محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے ایک خط مجھے (مولانا نور احمد کو) دیا اور سانگلہ ہل بھیج دیا۔ جس میں حضرت شیر اہلِ سنت کو مناظرہ کے لیے ساتھ جانے کا حکم تحریر تھا اور دوسرا خط جھنگ شریف میں حضرت مولانا قطب الدین کو لانے کے لیے بھیجا۔ دونوں علماء جب محدثِ اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ سے ہدایات لے کر میرے ساتھ گاؤں پہنچے تو وہابیوں کے ساتھ بات چیت کے بعد حضرت قطب الدین صدرِ مناظرہ طے پائے اور حضرت شیر اہلِ سنت مناظر۔

جائے مناظرہ پہنچے تو مناظرہ کی شرائط طے ہونے لگیں۔ حضرت شیر اہلِ سنت نے وہابیوں کے مناظر مولوی سے فرمایا کہ تم پہلے اپنا مسلمان ہونا ثابت کرو گے۔ اُس مولوی نے دستخط کر دیئے۔ آپ سے وہابیوں کے مناظر نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم غیب ثابت کرنے کے لیے دستخط لے لیے۔ شرائط طے ہونے کے بعد جلسۂ عام جس میں تقریباً 700 افراد نے شرکت کی تھی، سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا قطب الدین صاحب نے فرمایا کہ مناظرہ تو حضرت شیر اہلِ سنت نے جیت لیا ہے کیونکہ جو عبارت حضرت شیر اہلِ سنت نے دستخط کروائی ہے۔ یہ عبارت وہابی کبھی بھی ثابت نہیں کر سکیں گے اور پھر فرمایا کہ وہ

حضور سید عالم شفیع معظم ﷺ کے علم غیب کی بات کرتے ہیں۔ آپ ﷺ تو علم مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن کے مالک ہیں۔ آپ ﷺ کے نعلین پاک کا صدقہ ایک غیب کی خبر میں آپ لوگوں کو بتاتا ہوں کہ کل وہابیوں کے تمام مناظرین مولوی مناظرے کے لیے نہیں آئیں گے اور راتوں رات ہی فرار ہو جائیں گے اور ایسے ہی ہوا۔ مولانا نور احمد صاحب فرماتے ہیں کہ صبح تک تمام وہابی مناظر فرار ہو چکے تھے اور اللہ کریم نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقہ سے مسلکِ حق مسلکِ اہلِ سنت و جماعت کو عظیم الشان فتح سے سرفراز فرمایا۔ اہل سنت و جماعت کے جید مناظرین کے آگے وہابی ٹھہر نہیں سکتے تھے۔ اس لیے راتوں رات ہی فرار ہو گئے۔ محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کو حضرت شیر اہل سنت مولانا مفتی محمد عنایت اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ اور صدر مناظر مولانا قطب الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر پورا پورا اعتماد تھا، اس لیے آپ نے انہیں منتخب کر کے بھیجا اور وہابیوں کو عبرت کا نشان بنا دیا اور اہلِ سنت کا جھنڈا بلند و بالا کر دیا۔ یہ ایک مرتبہ نہیں ہوا بلکہ محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے کئی مرتبہ حضرت شیر اہل سنت کو اپنا وکیل بنا کر کئی مقامات پر بھیجا۔ حضرت شیر اہل سنت اس اعتماد پر ہمیشہ پورا اترے۔

حضرت شیر اہلِ سنت رحمتہ اللہ علیہ کی خوش خوراکی

حضرت شیر اہلِ سنت رحمتہ اللہ علیہ خوش خوراک انسان تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ انتہائی متقی، پرہیزگار اور عبادت گزار بھی بہت زیادہ تھے۔ اوراد و وظائف کی کثرت فرماتے، کتب بینی اور جلسوں کی تیاری بھی شاملِ حال ہوتی

تھی۔

مولانا نور احمد صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے گاؤں سے اگلے گاؤں میں وہابیوں کے ساتھ مناظرہ تھا۔ حضرت شیر اہلِ سنت علیہ الرحمہ مغرب کے وقت ہی میرے گھر تشریف لے آئے تا کہ اگلے دن مقررہ وقت پر بآسانی پہنچ سکیں۔ کیونکہ آپ بے شمار خوبیوں کے ساتھ ساتھ وقت کے بھی بہت پابند تھے۔ حضرت شیر اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے پوچھا کہ نور احمد کیا پکایا ہے؟ مولانا نور احمد صاحب کہتے ہیں کہ حضرت آج ساگ پکایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ساگ لے آؤ۔ دیسی گھی ہے؟ میں نے عرض کی کہ حضرت کل ہی دو کلو لایا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ساگ میں دیسی گھی خود ڈالنا کیونکہ عورتیں دیسی گھی کے معاملے میں بہت کنجوس ہوتی ہیں۔ حضرت شیر اہلِ سنت کے پاس ایک اور آدمی بیٹھا تھا۔ اُس نے عرض کہ ہم نے آج گوشت پکایا ہے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ لے آؤ اور ساتھ فرمایا کہ کیا تمہارے گھر انڈے بھی ہیں؟ اُس نے عرض کی کہ جی ہاں، انڈے بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ بھی اُبال کر لیتے آنا۔ مولانا نور احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں دیسی گھی خود ڈال کر ساگ لایا اور وہ گوشت اور انڈے لے کر آیا۔ حضرت شیر اہلِ سنت نے ساگ میں نیچے تک انگلی ڈال کر دیکھا کہ کہیں ساگ کے اوپر اوپر دیسی گھی تو ڈال کر نہیں لے آئے ہو۔ ساگ دیسی گھی سے مکمل طور پر تر تھا۔ حضرت شیر اہلِ سنت نے ساگ گوشت اور انڈے تناول فرمائے۔ اس کے بعد عشاء کی نماز ادا فرمائی۔ تھوڑی دیر وظائف پڑھتے رہے۔ پھر مجھے کہنے لگے کہ مولوی نور احمد جاؤ، روح البیان شریف کتاب مجھے لا کر دو۔ مولوی نور احمد صاحب کہتے ہیں کہ میں نے کتاب پیش کی۔ پھر حضرت شیرِ اہلِ سنت رحمۃ

اللہ علیہ ساری رات کتاب کا مطالعہ کرتے رہے اور سوئے نہیں۔ صبح فجر کی نماز پڑھ کر آپ مقررّہ جگہ پر وقت سے پہلے ہی پہنچ گئے۔

حضرت شیرِ اہلِ سنت رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت

مولانا نور احمد صاحب کی لائبریری پاکستان کی چند نامور لائبریریوں میں سے ایک ہے۔ بے شمار قدیم ترین نسخے دستیاب ہیں۔ لائبریری میں ضخیم ترین کتب کا ذخیرہ موجود ہے۔

مولانا نور احمد صاحب بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت شیرِ اہلِ سنت رحمتہ اللہ علیہ میرے گھر تشریف لائے اُنہوں نے مجھ سے روح البیان شریف کی جو جلد طلب کی۔ مجھے یہ جلد ڈھونڈتے ہوئے تقریباً ایک مہینہ ہو چکا تھا مگر یہ جلد لائبریری سے مل نہیں رہی تھی، میں کافی پریشان تھا۔ لیکن حضرت شیرِ اہلِ سنت رحمتہ اللہ علیہ کے حکم پر میں پھر لائبریری روح البیان شریف کی مطلوبہ جلد ڈھونڈنے چلا گیا۔ جب لائبریری کے اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مطلوبہ جلد جو مجھے ایک مہینے سے نہیں مل رہی تھی، بالکل سامنے والی الماری میں صاف نظر آ رہی تھی۔ میں نے وہاں سے وہ جلد اُٹھائی اور حضرت شیرِ اہلِ سنت رحمتہ اللہ علیہ کو پیش کر دی۔

مولانا نور احمد صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حضرت شیر اہل سنت رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت تھی کہ گمشدہ جلد تقریباً مہینے کے بعد بالکل سامنے والی الماری سے مل گئی۔ (لِلّٰہِ الحمد)

میاں رحمت علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ گھنگ شریف

حضرت شیر اہل سنت رحمتہ اللہ علیہ کا میاں رحمت علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ گھنگ شریف والے کے ساتھ بہت یارانہ تھا۔ غالباً سلسلۂ تلمذ بھی تھا کیونکہ جب حضرت شیر اہلِ سنت رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے مدرسہ کے صدر مدرس تھے۔ اس وقت میاں رحمت علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی وہاں بطور طالب علم موجود تھے۔ اِس حوالے سے سلسلۂ تلمذ بھی تھا۔ آپ جب بھی لاہور کی طرف تشریف لاتے تو بڑے شوق کے ساتھ میاں رحمت علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گھنگ شریف تشریف لے جاتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے گھنگ شریف پہنچنے پر میاں رحمت علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی انتہائی خوشی کا اظہار فرماتے اور حضرت شیر اہلِ سنت کا بے حد اعزاز و اکرام فرماتے تھے۔ جتنے دن بھی آپ وہاں قیام فرماتے میاں صاحب خوب خدمت اور مہمان نوازی فرماتے تھے۔

چھوٹا فقیر، بڑا فقیر اور حضرت شیر اہل سنت رحمتہ اللہ علیہم اجمعین

مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ علیہ مولانا محمد شریف نوری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شیرِ اہل سنت رحمتہ اللہ علیہ تینوں علماء کا اکٹھا جلسہ چودھری کالونی سمن آباد لاہور میں تھا۔ سب سے پہلے خطاب مولانا محمد شریف نوری صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کیا۔ آپ اپنے آپ کو ''چھوٹا فقیر'' اور مناظرِ اسلام، مولانا محمد عمر

اچھروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو "بڑا فقیر" کہتے تھے۔ آپ کی پُرسوز تقریر کے بعد مولانا محمد عمر اچھروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پُر لطف اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز تقریر کی۔ آپ دونوں کی تقاریر کے بعد آخری مرکزی خطاب حضرت شیر اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ جب حضرت شیر اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے جلسے سے خطاب شروع کیا تو خطبۂ مسنونہ کے بعد آپ نے ایک پُر لطف جملہ ارشاد فرمایا:

"فرمایا کہ پہلے آپ نے چھوٹے فقیر کی تقریر سنی، پھر بڑے فقیر کی تقریر سنی، "فقیروں" کی تقاریر سنی ہیں۔ اب "شیر" کی تقریر سنیں۔"

حضرت شیر اہل سنت اور پیر کرم شاہ

جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی زاہنماؤں نے پیر کرم شاہ کو وہابیوں، دیوبندیوں کے ساتھ مل کر اکٹھا جلسہ کرنے کے لیے سانگلہ ہل بھیجا۔ الیکشن کے دن تھے، الیکشن کی تیاری کے سلسلے میں یہ جلسہ منعقد ہونا تھا۔ پیر کرم شاہ اسی سلسلہ میں حضرت شیر اہل سنت رحمتہ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور سانگلہ ہل میں اکٹھا جلسہ کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا کہ اہل سنت کا وہابیوں، دیوبندیوں کے ساتھ مخلوط جلسہ نہیں ہوسکتا۔ پیر کرم شاہ واپس چلا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد پھر حاضر ہوا، آپ نے پھر سختی سے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ سانگلہ ہل میں وہابیوں دیوبندیوں کے ساتھ اکٹھا جلسہ نہیں ہوسکتا۔

پیر کرم شاہ ندامت سے اُٹھ گیا اور وہابیوں کی چھوٹی سی مسجد میں ناکام جلسہ کر کے واپس چلا گیا۔ جس میں صرف وہابیوں اور دیوبندیوں نے ہی شرکت کی وہ بھی بہت قلیل تعداد میں، اس طرح حضرت شیر اہل سنت رحمتہ اللہ علیہ نے پیر کرم شاہ اور وہابیوں، دیوبندیوں کے اکٹھے جلسے کو ناکام بنا دیا اور ذلیل وخوار ہونے پر مجبور کر دیا کیونکہ آپ گستاخوں کے ساتھ اتحاد کے سخت مخالف تھے۔ یہ واقعہ 1977ء کا ہے۔ یاد رہے کہ حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیر اہل سنت علیہ الرحمہ ساری زندگی کسی بھی ایسے اتحاد میں شریک نہیں ہوئے جس میں بدعقیدہ افراد کے ساتھ بیٹھنا پڑے۔

حکیم موسیٰ امرتسری اور حضرت شیر اہل سنت

حکیم موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیر اہلِ سنت رحمتہ اللہ علیہ نے امرتسر میں جامعہ غوثیہ رضویہ امرتسر کی بنیاد رکھی۔ میں بھی جامعہ کی انتظامیہ کمیٹی کا رکن تھا۔ اُسی دور کا محدثِ اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مکتوب مبارک حضرت شیر اہلِ سنت رحمتہ اللہ علیہ کے نام ملاحظہ فرمائیں۔

عزیزم دعا، سلام مسنون، خیریت، آپ کو پرسوں پھر خط لکھا ہے، ملا ہوگا۔ اس میں تفصیل تحریر کردی تھی جس کا اجمال یہ ہے کہ ان میں سے تین چار روپے کی مٹھائی لے کر گیارہویں شریف کی فاتحہ دے کر خود اپنے طلبہ واحباب کو کھلا دیں اور باقی پیسوں کا کرتا پاجامہ فضل رسول کے لیے بنوا دینا اور ٹھیک ۱۳ محرم کو بروز شنبہ صبح کے وقت فضل رسول کو بسم اللہ پڑھا دینا۔ دیال گڑھ جا کر یا عزیز کو امرتسر منگوا کر اپنے مدرسہ میں، آپ کو اختیار ہے۔

گیارہویں شریف کی فاتحہ؟ بسم اللہ میں ہونا چاہئے۔ ۱۳ محرم کو عزیز کی عمر چار سال چار ماہ چار دن ہوگی اور اس عمر میں مجلس نور بسم اللہ نہایت بابرکت ہے اور اگر آپ کو فرصت نہ ہو تو مولوی مختار سلمہ کو کہلا بھیجیں یا مولوی سید امین الدین صاحب کو، ان کی خدمت میں بھی مضمون واحد ہے۔ اگر یہ دونوں مولانا صاحبان مجلس بسم اللہ میں شریک ہوں تو عین خوشی ہے۔

(نوادرات محدث اعظم جلد۲ ص ۲۱۹)

ہسپتال کا واقعہ

ابو الطیب مولانا ذوالفقار علی رضوی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ حضرت شیر اہل سنت اپنے آخری ایام میں علیل تھے۔ ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا تھا ایک دن تقریباً سہ پہر ۴ بجے مجھے اپنے ہسپتال کے کمرے میں بلایا۔ میں کمرے میں داخل ہوا تو کمرے سے خوشبوئیں آ رہی تھیں۔ پورا کمرہ بہت ہی پیاری خوشبو سے بھرا ہوا تھا۔ اس قدر پیاری خوشبو کہ دل و دماغ معطر ہو گئے۔ حاضر ہوا تو فرمانے لگے کہ ذوالفقار میرا اب آخری سفر تیار ہے۔ میرے معاملات اچھی طرح سمجھ لو۔

مولانا ذوالفقار علی رضوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: حضرت ڈاکٹر کہہ رہے ہیں کہ اب آپ صحت یاب ہیں۔ ایک دو دنوں میں آپ گھر چلے جائیں گے۔ آپ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟ حضرت شیر اہلِ سنت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ ذوالفقار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواب میں تو بے شمار دفعہ ہو چکی تھی۔ میری خواہش تھی کہ بیداری میں بھی سرکار مدینہ سرورِ قلب وسینہ کرم فرمادیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے حضور پرنور شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت نصیب ہوئی ہے۔ اب دِل میں اور کوئی خواہش باقی نہیں رہی کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ پورا ہو چکا ہے۔ اب آخری اور ابدی منزل کی طرف تیاری کرو۔ اس سے اگلے دن آپ رحمتہ اللہ علیہ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

دانہ خاک میں مل کر گُل و گلزار ہوتا ہے

حضرت شیر اہلِ سنت مولانا مفتی محمد عنایت اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ ہمارے گاؤں ''دھیڑ'' میں تشریف لائے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے گاؤں میں سے ۱۲ ایسے لڑکے منتخب کئے جو کھاتے پیتے گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ سب کے سب جٹ برادری کے لڑکے تھے، کل ۱۲ لڑکوں میں مَیں بھی شامل تھا۔ جنہیں بریلی شریف منظرالاسلام مدرسہ میں پڑھنے کے لیے بھیجنا تھا۔ ہم ۱۲ طالبِ علم بریلی شریف میں قائم مدرسہ منظرالاسلام میں پڑھنے کے لیے تیار ہوگئے۔ محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ ہمیں اپنے ساتھ لے گئے۔ ہم نے تقریباً ۷ ماہ وہاں پر اسباق پڑھے۔ ایک دن ہم سے ایک اُستاد کی بے ادبی ہوگئی۔ اُستاذ صاحب نے ہم سب کو مدرسے سے فارغ کردیا۔ میرے ساتھ والے طالب علم جو کہ جٹ برادری میں سے تھے، واپس گاؤں جانے کے لیے تیار ہوگئے۔ میں نے (۱۱) ساتھی طالب علموں کو کہا کہ اُستاذ صاحب سے معافی مانگ لیتے ہیں اور دوبارہ اسباق شروع کرلیں لیکن چونکہ وہ ''جٹ'' تھے۔ اس لیے ضد پر بدستور قائم رہے۔ جٹ برادری کے لوگ ایسے ہی ضدّی ہوتے ہیں اسی بنا پر وہ ۱۱ لڑکے اپنا سامان وغیرہ لے کر واپس گاؤں آگئے اور میں اکیلا وہاں ہی رہا۔ ایک رات میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گیا اور اُن سے معافی کی سفارش کو کہا۔ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اُستاذ باپ کی مانند ہوتا ہے تم اگر اکیلے ہی جا کر معافی مانگو گے تو وہ تمہیں معاف کردیں گے۔ میری سفارش کی

ضرورت نہیں پڑے گی۔ حضرت شیر اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اگلے دن اُستاذ صاحب کے پاس جا کر معافی کی درخواست کی۔ اُستاذ صاحب نے معاف فرما دیا اور دوبارہ اسباق کے لیے بٹھالیا۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد تقاریر میں حضرت شیر اہلِ سنت علیہ الرحمہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''میرے نال دے ھل واندے پھر دے نیں تے مینوں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منبر شریف تے بٹھا دتا اے۔''

سنی رضوی مسجد میں ہر نماز کے بعد ''الفاتحہ''

الحمدللہ رب العالمین سُنّی رضوی جامع مسجد سانگلہ ہل میں ہر نماز میں سینکڑوں لوگ شامل ہوتے ہیں۔ ہر نماز کا اجتماع قابلِ دید ہوتا ہے اور ایک دلکش اور پُر کیف منظر دیکھنے میں آیا کہ ہر نماز کے فرائض، سُنن و نوافل کے بعد اُستاذ صاحب (ابو الطیب مولانا محمد ذوالفقار علی رضوی صاحب مدظلہ العالی) بلند آواز سے ''الفاتحہ'' کہتے ہیں اور تمام لوگ ذوق و شوق سے ایک دفعہ سورۃ فاتحہ شریف اور تین مرتبہ سورۃ اخلاص شریف پڑھ کر تمام کلام پاک کا ثواب اُستاذِ محترم کے مِلک کر دیتے ہیں۔ پھر استاذ صاحب اہل سنت و جماعت کے مسلک کے مطابق ہدیتہً سرکارِ دوعالم نورمجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دیتے ہیں۔ یہ سلسلہ مبارک آج تک قائم و دائم ہے۔ یہ طریقہ مبارک حضرت شیر اہلِ سنت نے شروع فرمایا تھا جو کہ آج بھی جاری ہے۔

سنی رضوی مسجد سانگلہ ہل کے
اندرونی مین دروازے پر پتھر کی پلیٹ

سنی رضوی مسجد سانگلہ ہل کے اندرونی مین دروازے کے اوپر حضرت شیر اہلِ سنت رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے لگی ہوئی پلیٹ آویزاں ہے جس پر درج ذیل عبارت کندہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

''اس سنی رضوی جامع مسجد میں امام خطیب مؤذن شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مولانا احمد رضا خان بریلوی اور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد کے مسلک کے مطابق ہوگا۔''

فقیر محمد عنایت اللہ

مدرسے کے مین دروازے کے اوپر پلیٹ

حضرت شیر اہلِ سنت کے قائم کردہ مدرسہ ''جامعہ نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل'' کے مین دروازے پر بھی یہی عبارت درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

''دارالعلوم نقشبندیہ رضویہ میں صدر مدرس و مدرسین شیخ
عبدالحق محدث دہلوی، مولانا احمد رضا خان بریلوی اور محدث
اعظم پاکستان مولانا سردار احمد کے مسلک کے مطابق ہوگا۔''

فقیر محمد عنایت اللہ

امیر ملت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے احسانات

امیر ملت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک ہیں۔
آپ رحمتہ اللہ علیہ بہت سخاوت اور فیاضی فرماتے تھے۔آپ نے مسلک حق اہل سنت کے لیے بے حد خدمات پیش کیں۔ دارالعلوم نقشبندیہ کے لیے خطیر رقم برائے اراضی مدرسہ و مسجد کے لیے خرچ کی نہ صرف تعمیر کے لیے پانی کی طرح پیسہ بہایا بلکہ مکمل اخراجات اور کفالت کا انتظام بھی بڑے اہتمام سے فرمایا۔ آپ کے لگائے ہوئے پودے کے پھل سے آج سب فیض پا رہے ہیں۔ امتِ مسلمہ آپ کے اِن احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتی۔

آپ نے لاہور میں سب سے پہلے ''جامعہ حزب الاحناف'' کی بنیاد رکھی۔ جہاں سے سینکڑوں کی تعداد میں طلباء فارغ التحصیل ہوکر دین کی خدمت میں کوشاں ہیں۔ دارالعلوم حزب الاحناف کی مکمل کفالت کر کے دینِ مصطفیٰ ﷺ کی ترویج واشاعت کا اہتمام فرمایا۔ اس کے ساتھ ساتھ ''جامعہ نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل'' میں بھی آپ نے رقم خرچ کر کے زمین خرید کر وہاں عظیم الشان عمارت تعمیر کروائی جو آج بھی قابلِ دید منظر پیش کر رہی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ بے شمار مساجد و مدارس کے لیے جگہ خرید کردی، تعمیر کروائی، اور طلباء کی کفالت کے انتظامات اپنے مریدین کے ذریعے فرمائے۔ حضرت شیر اہلِ سنت رحمتہ اللہ علیہ جب بریلی شریف میں مدرس تھے۔ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے نواسے پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب کو وہاں پڑھنے کے لیے داخل کروایا۔ علی پور سیداں شریف میں بھی امیر ملت علیہ الرحمۃ کے حکم سے بعض کتب کی تکمیل کی۔

حضرت شیر اہل سنت کو امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے حد عقیدت و محبت تھی۔ اسی ضمن میں ایک نہایت ہی دلچسپ واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شیر اہلِ سنت رحمتہ اللہ علیہ کا وہابیوں کے ساتھ مناظرہ طے ہوا۔ موضوع مناظرہ استعانت تھا، دونوں طرف سے تقاریر ہوتی رہیں مگر وہابی کسی بات کو تسلیم کرنے پر آتے ہی نہیں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مرکزی مسجد سُنّی رضوی سانگلہ ہل کے دو مینار ہیں جن کی اونچائی 150 فٹ ہے۔ ایک پر تم چڑھ کر جو مرضی کہہ کر چھلانگ مارو اور ایک پر میں چڑھ کر ''المدد یا غوثِ اعظم'' کہہ کر چھلانگ مارتا ہوں، نیچے آنے تک فیصلہ ہو جائے گا جو سچا ہو گا بچ جائے گا۔ اس بات کے لیے دن طے ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت شیر اہلِ سنت علیہ الرحمہ نے ایک بندے کو پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھیجا تا کہ سارے مسئلے کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دے۔ وہ بندہ حضرت امیر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس حاضر ہوا اور سارا واقعہ بیان کیا۔

''حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب واقعہ سن کر کھڑے ہو گئے اور چشمِ پُرنم فرمایا کہ عنایت اللہ کو کہو کہ غوثِ اعظم کا مقام تو بہت بلند ہے اور میرے نبی کریم ﷺ تو اس سے بھی اوپر ہیں۔ عنایت اللہ میرا نام لے کر چھلانگ لگا دے، زندگی کی ضمانت میں دیتا ہوں۔'' وہابی شرمناک شکست سے دو چار ہوئے اور مقررہ دن بھاگ گئے۔

اس طرح پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے لقب ''امیرِ ملت'' کی طرح خود بھی ایک ''امیر'' بن کر خدمت کرتے رہے۔ آپ نے دین کی

سربلندی کے لیے تن، من اور دھن کی قربانیاں پیش کردیں۔آخر میں اللہ کریم جل جلالہ کی بارگاہِ بے نیاز سے التجا ہے کہ اپنے حبیب پاک ﷺ کی اولادِ پاک کی خیروبرکت عطا فرمائے۔ اور آپ ﷺ کی آل اولاد پر اپنی کروڑوں رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ہمارا حشر بھی اُن کے ساتھ فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ)

مختصر

شرح دارمی

افادات

حضرت شیر اہلسنت مفتی محمد عنایت اللہ قادری حامدی

فاضلِ بریلی شریف

خلیفۂ مجاز حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی

بریلی شریف

مرتب ڈاکٹر محمود احمد ساقی

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور